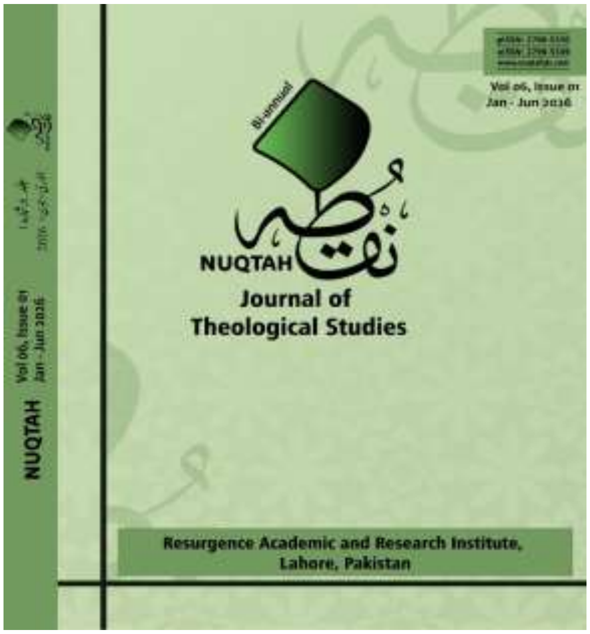

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by:

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

تکریم انسانیت کا قرآنی تصور: اصولی بنیادیں، اقسام، اور عملی تقاضوں کا تحقیقی مطالعہ

The Qur'anic Concept of Human Dignity: A Research Study of Foundational Principles, Types, and Practical Requirements

Dr. Hafiz Zahid Farooq
Lecturer, Department of Islamic studies, University of Kamalia, Kamalia, Pakistan.
Email: zahid.6515202@gmail.com

Dr. Salman Ahmad Khan
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Lahore, Lahore, Pakistan.
Email: salman.ahmad@ais.uol.edu.pk

Aziz ur Rehman
Lecturer, Riphah International University, Lahore, Pakistan.
Email: sannanaziz@gmail.com

Published online: 20 March, 2026

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

This research article presents a comprehensive study of the concept of human dignity (Takrīm al-Insāniyyah) in the Qur'anic perspective. The Qur'an establishes the inherent dignity of human beings as a fundamental principle, rooted in the divine creation of humanity in the best of forms, the conferral of knowledge, and the appointment of humans as vicegerents (khalīfah) on earth. This study explores the Qur'anic foundations of human dignity, its relationship with human rights, and its practical implications for individual and social life. The research examines key Qur'anic verses that affirm human dignity, including the universal declaration in Sūrah al-Isrā' that the children of Adam have been honored. The study analyzes the distinction between inherent dignity (al-karāmah al-dhātiyyah) and acquired dignity (al-karāmah al-muktasabah), the relationship between dignity and piety (taqwā), and the exceptions for those who deviate from the path of righteousness. The research further investigates the historical context of the revelation of these verses, the interpretive traditions of classical and contemporary exegetes, and the practical applications of this concept in Islamic law and ethics, including the prohibition of insulting others, the sanctity of life, property, and honor, and the principles of justice and equality. The study concludes that the Qur'anic concept of human dignity provides a robust foundation for universal human rights and social justice.

Keywords: Human dignity, Takrīm al-Insān, Qur'anic ethics, human rights, khalīfah, justice, equality, Islamic jurisprudence

تعارف موضوع

انسان کی تکریم اور اس کی عزت و وقار کا تحفظ اسلامی تعلیمات کے محوری تصورات میں سے ہے۔ قرآن مجید نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی تکریم عطا کی ہے۔ یہ تکریم محض ایک نظریاتی حیثیت نہیں رکھتی، بلکہ اس کے عملی تقاضے ہیں جو اسلامی شریعت کی تمام تر تعلیمات میں سرایت کیے ہوئے ہیں۔ اس موضوع کی تحقیقی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ آج کے دور میں انسانی حقوق، وقار اور آزادی کے تصورات کو عالمی سطح پر فروغ دیا جا رہا ہے۔ اسلام نے چودہ سو سال قبل انہی اصولوں کو اپنی بنیادی تعلیمات میں شامل کر دیا تھا۔ اس مطالعے کا مقصد قرآن مجید کی روشنی میں تکریم انسانیت کے تصور کو واضح کرنا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ اسلامی تعلیمات انسانی وقار کے تحفظ کے لیے ایک مکمل اور جامع نظام فراہم کرتی ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ چار مباحث پر مشتمل ہے۔ مبحث اول میں تکریم انسانیت کی قرآنی بنیادوں کا جائزہ لیا جائے گا، جس میں انسان کی تخلیق، خلافت اور تفضیل کے تصورات کا تجزیہ کیا جائے گا۔ مبحث دوم میں تکریم انسانیت کے اقسام اور درجات کا مطالعہ کیا جائے گا، جس میں ذاتی اور اکتسابی تکریم کے فرق کو واضح کیا جائے گا۔ مبحث سوم میں تکریم انسانیت کے عملی تقاضوں اور انسانی حقوق کے ساتھ اس کے تعلق کا جائزہ لیا جائے گا۔ مبحث چہارم میں ان مستثنیات اور تحدیدات کا تجزیہ کیا جائے گا جہاں قرآن نے بعض افراد کی تکریم سے محرومی یا اس میں کمی کا ذکر کیا ہے۔

مبحث اول: تکریم انسانیت کی قرآنی بنیادیں

قرآن مجید نے انسان کی تکریم کو متعدد آیات میں واضح کیا ہے۔ یہ تکریم انسان کی تخلیق کے اعلیٰ مقام، اسے عطا کردہ علم اور اسے زمین میں خلیفہ بنانے کے تصور پر استوار ہے۔ اس مبحث میں ان بنیادی تصورات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔

1. انسان کی تخلیق اور اشرف المخلوقات ہونا

اسلامی تعلیمات کے مطابق، اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت اور اعلیٰ ترین شکل میں پیدا کیا ہے۔ یہ تصور تکریم انسانیت کی سب سے بنیاد ہے۔ انسان کو نہ صرف جسمانی اعتبار سے اعلیٰ بنایا گیا بلکہ اسے روحانی اور عقلی اعتبار سے بھی دوسری مخلوقات پر فضیلت عطا کی گئی۔

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾[1]

ترجمہ: ”بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا ہے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کو ”أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ“ (بہترین ساخت) سے تعبیر کیا ہے۔ ”تَقْوِيم“ کے معنی کسی چیز کو درست کرنا، سیدھا کرنا اور اعتدال پر قائم کرنا ہے۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«يَعْنِي: خَلَقَهُ مُعْتَدِلَ الْقَامَةِ مُسْتَوِيَ الْخِلْقَةِ، وَذَلِكَ أَنَّ سَائِرَ الْحَيَوَانَاتِ تَمْشِي عَلَى أَرْبَعٍ، وَالْإِنْسَانُ يَمْشِي مُنْتَصِبًا عَلَى رِجْلَيْهِ، وَيَأْكُلُ بِيَدَيْهِ، وَهُوَ أَحْسَنُ الْخَلْقِ شَكْلًا وَصُورَةً»[2]

ترجمہ: "یعنی اسے معتدل قامت اور درست ساخت میں پیدا کیا۔ تمام جانور چاروں پاؤں پر چلتے ہیں، جبکہ انسان اپنے دونوں پیروں پر سیدھا چلتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے کھاتا ہے۔ وہ شکل وصورت میں سب سے خوبصورت مخلوق ہے۔"

امام فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«الْمَعْنَى: أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، وَ أَتْقَنِ تَقْوِيمٍ، وَذَلِكَ بِجَعْلِهِ مُنْتَصِبَ الْقَامَةِ، حَسَنَ الصُّورَةِ، مُعْتَدِلَ الْأَعْضَاءِ، جَعَلَ لَهُ عَقْلًا يُمَيِّزُ بِهِ بَيْنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، وَلِسَانًا يُعَبِّرُ بِهِ عَمَّا فِي ضَمِيرِهِ، وَيَدًا يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلًا يَمْشِي بِهَا، فَهَذِهِ نِعَمٌ لَا تُحْصَى»[3]

ترجمہ: "معنی یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو بہترین صورت میں اور انتہائی محکم ساخت میں پیدا کیا۔ وہ اسے سیدھی قامت، خوبصورت صورت اور معتدل اعضاء والا بنا کر، اسے عقل دی جس سے وہ بھلائی اور برائی میں فرق کرتا ہے، زبان دی جس سے وہ اپنے دل کی بات ظاہر کرتا ہے، ہاتھ دیے جس سے وہ پکڑتا ہے، اور پاؤں دیے جس سے وہ چلتا ہے۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔"

امام قرطبی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

«قَالَ الْحَسَنُ: أَحْسَنُ تَقْوِيمٍ: أَحْسَنُ خَلْقٍ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَقَامَهُ عَلَى رِجْلَيْهِ، وَقَالَ قَتَادَةُ: أَحْسَنُ تَقْوِيمٍ: أَحْسَنُ صُورَةٍ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: خَلَقَهُ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ»[4]

ترجمہ: "حسن بصری نے کہا: بہترین تقویم سے مراد بہترین تخلیق ہے۔ ابن عباس نے کہا: اسے دونوں پیروں پر کھڑا کیا۔ قتادہ نے کہا: بہترین صورت۔ مجاہد نے کہا: اسے معتدل تخلیق عطا کی۔"

یہ آیت انسان کی فطری خوبصورتی اور اس کے وجود میں رکھی گئی حکمت کو بیان کرتی ہے۔ انسان کی یہ ساخت اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا خالق حکیم اور علیم ہے اور اس نے انسان کو ایک خاص مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔

اسی طرح سورۃ الانعام میں ارشاد ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ﴾[5]

ترجمہ: "اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلندی عطا کی، تاکہ تمہیں اس میں آزمائے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

«يُخْبِرُ تَعَالَى أَنَّهُ جَعَلَ الْإِنْسَانَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. وَقَوْلُهُ: ﴿وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ﴾ أَيْ فِي الرِّزْقِ وَالْقُوَّةِ وَالْعِلْمِ وَالْخَصَائِصِ، وَذَلِكَ كُلُّهُ لِيَبْتَلِيَ عِبَادَهُ، فَمِنْ شَاكِرٍ وَمِنْ كَافِرٍ»[6]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ اس نے انسان کو زمین میں خلیفہ بنایا، جو ایک دوسرے کا جانشین ہوتا ہے۔ اور اس کا قول: ﴿اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجات میں بلندی عطا کی﴾ یعنی رزق، قوت، علم اور خصوصیات میں، اور یہ سب اس لیے ہے کہ وہ اپنے بندوں کو آزمائے، کوئی شکر گزار ہوتا ہے اور کوئی ناشکرا۔"

امام قرطبی فرماتے ہیں:

«قَوْلُهُ: ﴿خَلَائِفَ الْأَرْضِ﴾ يَعْنِي: يَخْلُفُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فِيهَا، وَقِيلَ: يَعْنِي أَنَّكُمْ تَخْلُفُونَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَقِيلَ: الْمُرَادُ بِالْخَلِيفَةِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَالْجَمْعُ عَلَى الْمَعْنَى»[7]

ترجمہ: "اللہ کا قول ﴿خَلَائِفَ الْأَرْضِ﴾ یعنی تم میں سے بعض بعض کے جانشین ہوتے ہیں، اور کہا گیا: تم اپنے سے پہلے والوں کے جانشین ہو، اور کہا گیا: خلیفہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔"

یہ آیت انسان کو زمین میں خلیفہ قرار دیتی ہے، جو اس کی تکریم کی ایک بڑی دلیل ہے۔

2. بنی آدم کی تکریم کا اعلان

سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء) میں اللہ تعالیٰ نے ایک جامع اعلان کرتے ہوئے تمام بنی آدم کو تکریم عطا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ یہ آیت تکریم انسانیت کی بنیاد ہے۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾[8]

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر تفصیل سے لکھتے ہیں:

«يُخْبِرُ تَعَالَى عَنْ تَكْرِيمِهِ بَنِي آدَمَ بِأَمْرَيْنِ: أَحَدُهُمَا مَا رَكَّبَ فِيهِمْ مِنَ الْعَقْلِ وَالتَّمْيِيزِ وَالْعِلْمِ وَغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْخِصَالِ الْحَمِيدَةِ وَالْأَعْضَاءِ الْمُسْتَقِيمَةِ. وَالثَّانِي: مَا سَخَّرَ لَهُمْ مِنَ الدَّوَابِّ وَالْمَرَاكِبِ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا رَزَقَهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ، وَمَا فَضَّلَهُمْ بِهِ عَلَى كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِهِ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ﴾»[9]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ بنی آدم کی تکریم کے بارے میں دو چیزوں سے خبر دیتا ہے: پہلی وہ عقل، تمیز، علم اور دیگر اچھی خصوصیات اور سیدھے اعضاء جو اس نے ان میں رکھے ہیں۔ دوسری وہ سواریاں جو اس نے ان کے لیے خشکی اور سمندر میں مسخر کر دی ہیں، اور وہ پاکیزہ رزق جو اس نے انہیں دیا، اور جو فضیلت اس نے انہیں اپنی بہت سی مخلوقات پر دی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر فضیلت دی﴾۔"

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں مزید تفصیل بیان کرتے ہیں:

«فِي هَذِهِ الْآيَةِ بَيَانُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَرَّمَ بَنِي آدَمَ بِخَمْسَةِ أُمُورٍ: أَوَّلُهَا: خَلْقُهُمْ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ. ثَانِيهَا: تَسْخِيرُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ لَهُمْ. ثَالِثُهَا: رِزْقُ الطَّيِّبَاتِ. رَابِعُهَا: تَفْضِيلُهُمْ عَلَى غَيْرِهِمْ مِنَ الْخَلْقِ. خَامِسُهَا: أَنَّ هَذَا التَّفْضِيلَ تَفْضِيلٌ مُطْلَقٌ، لَا تَفْضِيلٌ مُقَيَّدٌ»[10]

ترجمہ: "اس آیت میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو پانچ چیزوں سے نوازا: پہلی، انہیں بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ دوسری، ان کے لیے خشکی اور سمندر کی چیزوں کو مسخر کیا۔ تیسری، انہیں پاکیزہ رزق دیا۔ چوتھی، انہیں دوسری مخلوقات پر فضیلت دی۔ پانچویں، یہ فضیلت مطلق ہے، مقید نہیں۔"

امام شوکانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

«وَالْمُرَادُ بِالتَّكْرِيمِ هُنَا: إِعْطَاؤُهُمْ فَضْلًا وَشَرَفًا لَيْسَ لِغَيْرِهِمْ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ، فَإِنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَهُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ»[11]

ترجمہ: "یہاں تکریم سے مراد انہیں وہ فضل اور شرف دینا ہے جو دوسرے جانوروں کو نہیں ملا، کیونکہ اللہ نے ان کے لیے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو مسخر کر دیا۔"

یہ آیت تکریم انسانیت کی جامع ترین دلیل ہے۔ اس میں "بنی آدم" کا لفظ تمام انسانوں کو شامل کرتا ہے، خواہ ان کا رنگ، نسل، زبان، مذہب یا مقام کچھ بھی ہو۔ یہ تکریم پیدائشی اور فطری ہے، جسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

3. انسان کو خلافت کا منصب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں اپنا خلیفہ (نائب) بنایا ہے۔ یہ منصب انسان کی عظمت اور تکریم کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾[12]

ترجمہ: "اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

اس آیت کی تفسیر میں امام طبری لکھتے ہیں:

«خَلِيفَةً: يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، أَوْ يَخْلُفُ فِيهَا مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، وَقِيلَ: هُوَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ أَوَّلُ الْخُلَفَاءِ، وَقِيلَ: هُوَ جَمِيعُ بَنِي آدَمَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الْإِعْمَارِ وَالْعِبَادَةِ»[13]

ترجمہ: "خلیفہ سے مراد وہ ہے جو ایک دوسرے کا جانشین ہو، یا اس میں اپنے سے پہلے والوں کا جانشین ہو۔ اور کہا گیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور وہ پہلے خلیفہ ہیں۔ اور کہا گیا کہ وہ تمام بنی آدم ہیں، جو آبادکاری اور عبادت میں ایک دوسرے کے جانشین ہوتے ہیں۔"

امام رازی اس آیت کے تحت فرشتوں کے اعتراض اور اس کے جواب کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«لَمَّا قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ﴾ أَجَابَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْلِهِ: ﴿إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾، أَيْ إِنَّ فِي هَذَا الْإِنْسَانِ خَصَائِصَ لَا تَعْلَمُونَهَا، وَحِكَمًا لَا تَعْرِفُونَهَا، مِنْهَا أَنَّهُ سَيَكُونُ فِيهِ الْأَنْبِيَاءُ وَالصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ وَالصَّالِحُونَ، وَأَنَّ مِنْهُمْ مَنْ يُطِيعُ اللَّهَ وَيَعْبُدُهُ»[14]

ترجمہ: ”جب فرشتوں نے کہا: ﴿کیا تو اس میں اسے بنائے گا جو اس میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا؟﴾ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا: ﴿میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے﴾ یعنی اس انسان میں ایسی خصوصیات ہیں جو تم نہیں جانتے اور ایسی حکمتیں ہیں جن سے تم واقف نہیں، جن میں سے یہ ہے کہ اس میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین پیدا ہوں گے، اور ان میں سے وہ ہوں گے جو اللہ کی اطاعت اور عبادت کریں گے۔“

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«هَذَا الْخَلِيفَةُ هُوَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذُرِّيَّتُهُ، وَهُوَ خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ لِيَحْكُمَ فِيهَا بِأَمْرِهِ، وَقِيلَ: هُوَ خَلِيفَةٌ لِمَنْ كَانَ قَبْلَهُ، وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ جَاعِلٌ فِيهَا خَلَفًا يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا»[15]

ترجمہ: ”یہ خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہیں۔ یہ اللہ کی زمین میں اس کے خلیفہ ہیں تاکہ اس کے حکم کے مطابق اس میں فیصلہ کریں۔ اور کہا گیا کہ وہ اپنے سے پہلے والوں کے لیے خلیفہ ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ اس میں ایک ایسا جانشین بنانے والا ہے جو ایک دوسرے کا جانشین ہو گا۔“

یہ منصب انسان کی عظمت اور تکریم کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں اپنا نائب بنایا۔

4. انسان کو علم کی عطا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوسری مخلوقات پر جو فضیلت عطا کی ہے، اس کی ایک بڑی وجہ علم ہے۔

﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾[16]

ترجمہ: ”اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا: مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔“

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں مفصل وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«اخْتَلَفَ الْمُفَسِّرُونَ فِي هَذِهِ الْأَسْمَاءِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هِيَ أَسْمَاءُ الْمَلَائِكَةِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: هِيَ أَسْمَاءُ جَمِيعِ الْحَيَوَانَاتِ وَغَيْرِهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: هِيَ أَسْمَاءُ ذُرِّيَّتِهِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَلَّمَهُ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، حَتَّى الْفَسْوَةِ وَالْفَسْيَةِ»[17]

ترجمہ: ”مفسرین نے ان ناموں کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا: یہ فرشتوں کے نام ہیں۔ بعض نے کہا: یہ تمام جانوروں اور دیگر چیزوں کے نام ہیں۔ بعض نے کہا: یہ اس کی اولاد کے نام ہیں۔ ابن عباس نے کہا: اسے ہر چیز کے نام سکھائے، یہاں تک کہ ہوا خارج کرنے تک کے نام۔“

امام رازی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

«وَعَلَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، وَذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْإِنْسَانَ مُسْتَعِدٌّ لِتَعَلُّمِ كُلِّ الْعُلُومِ، وَأَنَّ لَهُ قَابِلِيَّةً لِمَعْرِفَةِ الْحَقَائِقِ كُلِّهَا، وَهَذَا مِمَّا يُمَيِّزُ الْإِنْسَانَ عَنْ سَائِرِ الْحَيَوَانَاتِ»[18]

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے آدم کو ہر چیز کے نام سکھائے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان ہر قسم کے علوم سیکھنے کے لیے مستعد ہے، اور اس میں تمام حقائق کو جاننے کی صلاحیت ہے، اور یہ وہ چیز ہے جو انسان کو دوسرے جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔“

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«فِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى شَرَفِ الْعِلْمِ وَفَضْلِ الْعُلَمَاءِ، لِأَنَّ اللَّهَ إِنَّمَا فَضَّلَ آدَمَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ بِالْعِلْمِ، فَدَلَّ عَلَى أَنَّ الْعِلْمَ هُوَ أَفْضَلُ مَا يَتَفَاضَلُ بِهِ الْإِنْسَانُ»[19]

ترجمہ: ”اس آیت میں علم کی شرافت اور علماء کی فضیلت کی دلیل ہے، کیونکہ اللہ نے آدم کو فرشتوں پر صرف علم کی بنیاد پر فضیلت دی، اس سے معلوم ہوا کہ علم وہ بہترین چیز ہے جس کے ذریعے انسان فضیلت حاصل کر سکتا ہے۔“

یہ واقعہ انسان کی تعلیم یافتگی اور علم و دانش کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ علم ہی ہے جس کی بنیاد پر انسان نے زمین میں تہذیبوں اور ثقافتوں کی بنیاد رکھی۔

مبحث دوم: تکریم انسانیت کے اقسام اور درجات

تکریم انسانیت کی دو قسمیں ہیں: ذاتی تکریم (جو ہر انسان کو پیدائشی طور پر حاصل ہے) اور اکتسابی تکریم (جو تقویٰ، علم اور نیک اعمال کے ذریعے حاصل ہوتی ہے)۔ اس مبحث میں ان دونوں اقسام کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔

1. ذاتی تکریم (الكرامة الذاتية)

ذاتی تکریم وہ ہے جو ہر انسان کو محض انسان ہونے کی بنیاد پر حاصل ہے، خواہ وہ کسی بھی رنگ، نسل، مذہب یا مقام کا ہو۔

امام شاطبی "الموافقات" میں لکھتے ہیں:

«الْكَرَامَةُ الذَّاتِيَّةُ ثَابِتَةٌ لِجَمِيعِ الْإِنْسَانِ بِمُجَرَّدِ كَوْنِهِ إِنْسَانًا، لَا فَرْقَ بَيْنَ الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ فِي هَذَا الْأَصْلِ. بَلِ الْإِنْسَانُ كَرِيمٌ فِي نَفْسِهِ، سَوَاءٌ أَسْلَمَ أَمْ لَمْ يُسْلِمْ»[20]

ترجمہ: "ذاتی تکریم تمام انسانوں کے لیے محض انسان ہونے کی وجہ سے ثابت ہے، اس اصول میں مومن اور کافر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ انسان اپنی ذات میں کریم ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔"

اس اصول کی روشنی میں قرآن نے غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے:

﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾[21]

ترجمہ: "اللہ تمہیں ان لوگوں سے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، یہ نہیں روکتا کہ تم ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کرو۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوا الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْكُفَّارِ، أَمَرَ اللَّهُ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ وَالْبِرِّ وَالصِّلَةِ، وَمِنْهُمْ خَاصَّةً قَرَابَاتُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ»[22]

ترجمہ: "یہ آیت ان کفار کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مسلمانوں سے جنگ نہیں کی۔ اللہ نے ان کے ساتھ احسان، نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیا، اور خاص طور پر ان میں وہ مشرک رشتہ دار بھی شامل ہیں جن کے مسلمان رشتہ دار ہیں۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی نیکی اور انصاف کا معاملہ کرنا واجب ہے، کیونکہ وہ بھی "بنی آدم" ہیں اور انہیں بھی ذاتی تکریم حاصل ہے۔

2. اکتسابی تکریم (الكرامة المكتسبة)

اکتسابی تکریم وہ ہے جو انسان اپنے اعمال، علم، تقویٰ اور نیکیوں کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[23]

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«هَذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ التَّفَاضُلَ بَيْنَ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ بِالتَّقْوَى، لَا بِالنَّسَبِ وَلَا بِالْوَسَائِلِ الدُّنْيَوِيَّةِ، وَقَدْ أَزَالَ اللَّهُ بِهَا مَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنَ التَّفَاخُرِ بِالْأَنْسَابِ وَالْأَحْسَابِ»[24]

ترجمہ: "یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوگوں کے درمیان فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے، نہ کہ نسب اور نہ ہی دنیاوی وسائل۔ اللہ نے اس آیت کے ذریعے جاہلیت میں نسبوں اور رتبوں پر فخر کرنے کی رسم کو ختم کر دیا۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِأَعْجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى»[25]

امام ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

«يَعْنِي أَنَّ التَّفَاضُلَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِنَّمَا هُوَ بِالتَّقْوَى، وَأَمَّا الْأَنْسَابُ فَلَيْسَتْ بِشَيْءٍ فِي حَقِيقَةِ الشَّرَفِ، وَإِنَّمَا خُلِقَ النَّاسُ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَجَعَلَهُمُ اللَّهُ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِيَتَعَارَفُوا لَا لِيَتَفَاخَرُوا»[26]

ترجمہ: "یعنی دنیا اور آخرت میں فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ رہے نسب، تو حقیقی شرف میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لوگ ایک ہی جان سے پیدا کیے گئے، پھر اللہ نے انہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ وہ ایک دوسرے کو پہچانیں، نہ کہ ایک دوسرے پر فخر کریں۔"

اسی طرح علم کی فضیلت کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾[27]

ترجمہ: "کہہ دو: کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے، برابر ہو سکتے ہیں؟"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى فَضْلِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ، وَأَنَّهُمْ أَكْرَمُ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَأَنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ أَهْلَ الْعِلْمِ دَرَجَاتٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ»[28]

ترجمہ: "اس آیت میں علم اور علماء کی فضیلت کی دلیل ہے، اور یہ کہ وہ دوسروں سے زیادہ صاحبِ عزت ہیں، اور یہ کہ اللہ اہل علم کو دنیا اور آخرت میں بلند درجات عطا کرتا ہے۔"

مبحث سوم: تکریم انسانیت کے عملی تقاضے

تکریم انسانیت کا تصور محض ایک نظریہ نہیں ہے، بلکہ اس کے عملی تقاضے ہیں جو اسلامی شریعت میں واضح کیے گئے ہیں۔

1. جان، مال اور عزت کی حرمت

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾[29]

ترجمہ: "اور اس نفس کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہے، مگر حق کے ساتھ۔"

نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا:

«إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا»[30]

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

«وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ تَأْكِيدُ تَحْرِيمِ الدِّمَاءِ وَالْأَمْوَالِ وَالْأَعْرَاضِ، وَأَنَّ هَذَا التَّحْرِيمَ عَامٌّ يَشْمَلُ جَمِيعَ النَّاسِ فِي جَمِيعِ الْأَزْمَانِ وَالْأَمَاكِنِ»[31]

ترجمہ: "اس حدیث میں خونوں، مالوں اور عزتوں کی حرمت کی تاکید ہے، اور یہ کہ یہ تحریم عام ہے اور تمام لوگوں کو تمام زمانوں اور مکانوں میں شامل کرتی ہے۔"

2. دوسروں کو برا بھلا کہنے اور طعنہ دینے کی ممانعت

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ﴾[32]﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾[33]

امام قرطبی فرماتے ہیں:

«نَهَى اللَّهُ تَعَالَى عَنِ السُّخْرِيَةِ وَالطَّعْنِ فِي النَّاسِ، وَذَلِكَ مِنْ أَعْظَمِ مَا يُؤَدِّي إِلَى إِذْلَالِ الْإِنْسَانِ وَانْتِهَاكِ كَرَامَتِهِ، فَاعْتَبَرَ الشَّارِعُ كَرَامَةَ الْإِنْسَانِ حَتَّى نَهَى عَنْ إِذَاعَةِ مَا يُوجِبُ الْإِهَانَةَ»[34]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے مذاق اڑانے اور لوگوں پر طعنہ زنی کرنے سے منع کیا ہے، اور یہ ان سب سے بڑی چیزوں میں سے ہے جو انسان کی ذلت اور اس کی تکریم کی خلاف ورزی کا سبب بنتی ہے۔ شریعت نے انسان کی تکریم کا اس قدر خیال رکھا ہے کہ اس نے ان باتوں کے پھیلانے سے بھی منع کر دیا جو ذلت کا سبب بنتی ہیں۔"

3. عدل و انصاف کا قیام

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾[35]

امام سعدی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«أَمَرَ اللَّهُ عِبَادَهُ بِأَنْ يَكُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ، أَيْ قَائِمِينَ بِهِ فِي كُلِّ حَالٍ، سَوَاءٌ كَانَ الْمُقْسَطُ لَهُ مُسْلِمًا أَوْ كَافِرًا، بَرًّا أَوْ فَاجِرًا، صَدِيقًا أَوْ عَدُوًّا، فَإِنَّ الْعَدْلَ هُوَ أَسَاسُ الْمُلْكِ، وَبِهِ تَقُومُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ»[36]

ترجمہ: "اللہ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ انصاف پر قائم رہنے والے ہوں، یعنی ہر حالت میں اس پر قائم رہیں، خواہ وہ جس کے لیے انصاف کیا جا رہا ہو مسلمان ہو یا کافر، نیک ہو یا فاجر، دوست ہو یا دشمن۔ کیونکہ عدل سلطنت کی بنیاد ہے، اور اسی سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔"

مبحث چہارم: بعض صورتوں میں تکریم سے محرومی

اگرچہ بنیادی تکریم ہر انسان کو حاصل ہے، لیکن قرآن مجید نے بعض صورتوں میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اپنے اختیار کے غلط استعمال سے اس تکریم کو کھو دیا۔

1. مسخ شدہ انسان (اسفل سافلین)

﴿ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾[37]

ترجمہ: "پھر ہم نے اسے سب سے نیچے لوٹا دیا۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«أَيْ رَدَدْنَاهُ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَخَسِّ الْحَالِ، وَذَلِكَ لِمَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ وَصَدَّ عَنْ سَبِيلِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ يَخْذُلُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَيُرْدِيهِ أَسْفَلَ دَرَجَاتِ النَّارِ»[38]

ترجمہ: "یعنی ہم اسے سب سے گھٹیا عمر اور سب سے کم تر حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں، اور یہ اس کے لیے ہے جو اللہ کا انکار کرے اور اس کی راہ سے روکے۔ اللہ اسے دنیا اور آخرت میں ذلیل کر دیتا ہے اور اسے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں گرا دیتا ہے۔"

2. کافروں اور ظالموں کی ذلت

﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ﴾[39]

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک سب سے برے جانور وہ بہرے گونگے ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«شَبَّهَ اللَّهُ تَعَالَى الْكَافِرِينَ بِالدَّوَابِّ فِي أَنَّهُمْ لَا يَعْقِلُونَ عَقْلًا يَنْفَعُهُمْ، بَلْ هُمْ أَضَلُّ مِنَ الدَّوَابِّ، لِأَنَّ الدَّوَابَّ تُسَاقُ إِلَى الْمَنَافِعِ وَتَجْتَنِبُ الْمَضَارَّ، وَهَؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ مَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا مَا يَضُرُّهُمْ»[40]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے کافروں کا جانوروں سے اس طرح تشبیہ دی ہے کہ وہ بھی ایسا عقل نہیں رکھتے جو انہیں نفع دے، بلکہ وہ جانوروں سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، کیونکہ جانور نفع کی طرف لے جائے جاتے ہیں اور نقصان سے بچتے ہیں، جبکہ یہ لوگ نہ تو اپنے نفع کو سمجھتے ہیں اور نہ اپنے نقصان کو۔"

﴿أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾[41]

ترجمہ: "یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔"

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«شَبَّهَهُمْ بِالْأَنْعَامِ لِأَنَّهُمْ لَا يَفْقَهُونَ الْحَقَّ وَلَا يَعْرِفُونَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ لِأَنَّ الْأَنْعَامَ قَدْ تَنْقَادُ لِمَنْ يُعْطِيهَا الْعَلَفَ وَيَحْمِلُ عَلَيْهَا، وَهَؤُلَاءِ لَا يَنْقَادُونَ لِلْحَقِّ وَإِنْ جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ»[42]

ترجمہ: "انہیں جانوروں سے تشبیہ دی کیونکہ وہ حق کو نہیں سمجھتے اور نہ اسے پہچانتے ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں﴾ کیونکہ جانور تو اس شخص کی اطاعت کرتے ہیں جو انہیں چارہ دے اور ان پر بوجھ لادے، جبکہ یہ لوگ حق کی پیروی نہیں کرتے، خواہ ان کے پاس واضح دلائل ہی کیوں نہ آئیں۔"

خلاصہ بحث

اس تحقیقی مطالعے کے بعد درج ذیل اہم نتائج اخذ کیے گئے ہیں:

۱۔ قرآن مجید نے انسان کی تکریم کو متعدد آیات میں واضح کیا ہے۔ یہ تکریم انسان کی تخلیق کے اعلیٰ مقام، اسے عطا کردہ علم اور اسے زمین میں خلیفہ بنانے کے تصور پر استوار ہے۔

۲۔ امام ابن کثیر، امام رازی، امام قرطبی اور امام طبری جیسے کبار مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں انسان کی تکریم کے مختلف پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۳۔ تکریم کی دو قسمیں ہیں: ذاتی تکریم (جو تمام انسانوں کو حاصل ہے) اور اکتسابی تکریم (جو تقویٰ اور نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے)۔ امام شاطبی نے اس فرق کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔

۴۔ ذاتی تکریم کے عملی تقاضوں میں جان، مال اور عزت کی حرمت، دوسروں کو برا بھلا کہنے اور طعنہ دینے کی ممانعت، عدل و انصاف کا قیام، اور برابری و مساوات کا اصول شامل ہیں۔

۵۔ وہ لوگ جو اپنے اختیار کے غلط استعمال سے اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اور کفر و گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، وہ اس تکریم سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۶۔ اسلامی تعلیمات تکریم انسانیت کا ایک ایسا جامع نظام پیش کرتی ہیں جو آج کے دور میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے مکمل رہنمائی فراہم کر سکتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

۱۔ تعلیمی نصاب میں تکریم انسانیت کے قرآنی تصور کو شامل کیا جائے تاکہ نوجوان نسل کو انسانی وقار کے بارے میں آگاہی ہو سکے۔

۲۔ مفسرین کی آراء کو اجاگر کرتے ہوئے تکریم انسانیت کے مختلف پہلوؤں پر عوامی آگاہی مہم چلائی جائے۔

۳۔ بین المذاہب مکالمے میں تکریم انسانیت کے مشترکہ اصولوں کو فروغ دیا جائے۔

۴۔ میڈیا کو چاہیے کہ وہ انسانی وقار کے تحفظ کے لیے مثبت مواد پیش کرے اور کسی کی توہین سے اجتناب کرے۔

۵۔ اس موضوع پر مزید تحقیق کی جائے، خاص طور پر جدید عصری چیلنجز کے تناظر میں۔

حوالہ جات

[1] التین: 95:4۔

Al-Tīn,95:4.

[2] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار الفکر، 2000ء)، 8:432۔

Ibn Kathīr,Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm(Beirut:Dār al-Fikr,2000 CE),8:432.

[3] الرازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) (بیروت: دار الفکر، 1981ء)، 32:120۔

Al-Rāzī,Fakhr al-Dīn,Mafātīḥ al-Ghayb(Al-Tafsīr al-Kabīr)(Beirut:Dār al-Fikr,1981 CE),32:120.

[4] القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحکام القرآن (قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1964ء)، 20:95۔

Al-Qurṭubī,Muḥammad ibn Aḥmad,Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qur'ān (Cairo:Dār al-Kutub al-Miṣrīyah,1964 CE),20:95.

[5] الانعام: 6:165۔

Al-An'ām,6:165.

[6] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 3:210۔

Ibn Kathīr,Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm,3:210.

[7] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 7:85۔

Al-Qurṭubī,Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qur'ān,7:85.

[8] الاسراء: 17:70۔

Al-Isrā',17:70.

[9] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 5:102۔

Ibn Kathīr,Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm,5:102.

[10] الرازی، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، 20:215۔

Al-Rāzī,Mafātīḥ al-Ghayb(Al-Tafsīr al-Kabīr),20:215.

[11] الشوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر (بیروت: دار المعرفۃ، 1997ء)، 3:245۔

Al-Shawkānī,Muḥammad ibn 'Alī,Fatḥ al-Qadīr(Beirut:Dār al-Ma'rifah,1997 CE),3:245.

[12] البقرہ: 2:30۔

Al-Baqarah,2:30.

[13] الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تفسیر القرآن (بیروت: دار الفکر، 1985ء)، 1:215۔

Al-Ṭabarī,Muḥammad ibn Jarīr,Jāmi' al-Bayān fī Tafsīr al-Qur'ān(Beirut:Dār al-Fikr,1985 CE),1:215.

[14] الرازی، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، 2:180۔

Al-Rāzī,Mafātīḥ al-Ghayb(Al-Tafsīr al-Kabīr),2:180.

[15] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،1:80۔

Ibn Kathīr,Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm,1:80.

[16] البقرہ:2:31۔

Al-Baqarah,2:31.

[17] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،1:82۔

Ibn Kathīr,Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm,1:82.

[18] الرازی، مفاتیح الغیب(التفسیر الکبیر)،2:185۔

Al-Rāzī,Mafātīḥ al-Ghayb(Al-Tafsīr al-Kabīr),2:185.

[19] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن،1:215۔

Al-Qurṭubī,Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qur'ān,1:215.

[20] الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات (بیروت: دار المعرفۃ،1997ء)،2:45۔

Al-Shāṭibī,Ibrāhīm ibn Mūsā,Al-Muwāfaqāt(Beirut:Dār al-Ma'rifah,1997 CE),2:45.

[21] الممتحنہ:60:8۔

Al-Mumtaḥanah,60:8.

[22] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم،8:110۔

Ibn Kathīr,Tafsīr al-Qur'ān al-'Aẓīm,8:110.

[23] الحجرات:49:13۔

Al-Ḥujurāt,49:13.

[24] الرازی، مفاتیح الغیب(التفسیر الکبیر)،28:95۔

Al-Rāzī,Mafātīḥ al-Ghayb(Al-Tafsīr al-Kabīr),28:95.

[25] احمد بن حنبل، مسند احمد (بیروت: دار الفکر،2001ء)، حدیث نمبر4568۔

Aḥmad ibn Ḥanbal,Musnad Aḥmad(Beirut:Dār al-Fikr,2001 CE),Ḥadīth No.4568.

[26] ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری (بیروت: دار الفکر،2000ء)،13:125۔

Ibn Ḥajar,Aḥmad ibn 'Alī,Fatḥ al-Bārī(Beirut:Dār al-Fikr,2000 CE),13:125.

[27] الزمر:39:9۔

Al-Zumar,39:9.

[28] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن،15:180۔

Al-Qurṭubī,Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qur'ān,15:180.

[29] الانعام:6:151۔

Al-An'ām,6:151.

[30] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (بیروت: دار الفکر،2001ء)، کتاب الحج، باب خطبۃ النبی ﷺ فی حجۃ الوداع، حدیث نمبر1739۔

Al-Bukhārī,Muḥammad ibn Ismā'īl,Ṣaḥīḥ al-Bukhārī(Beirut:Dār al-Fikr,2001 CE),Kitāb al-Ḥajj,Bāb Khuṭbat al-Nabī ﷺ fī Ḥijjat al-Wadā',Ḥadīth No.1739.

[31] النووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم (بیروت: دار الفکر،2000ء)،11:210۔

Al-Nawawī,Yaḥyā ibn Sharaf,Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim(Beirut:Dār al-Fikr,2000 CE),11:210.

[32] الحجرات:49:11۔

Al-Ḥujurāt,49:11.

[33] الحجرات:49:11۔

Al-Ḥujurāt,49:11.

[34] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 16:310۔

Al-Qurṭubī,Al-Jāmi‘ li Aḥkām al-Qur’ān,16:310.

[35] المائدۃ:5:8۔

Al-Mā’idah,5:8.

[36] السعدی، عبد الرحمٰن بن ناصر، تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان (بیروت: دار الفکر، 2000ء)، 145۔

Al-Sa‘dī,‘Abd al-Raḥmān ibn Nāṣir,Taysīr al-Karīm al-Raḥmān fī Tafsīr Kalām al-Mannān(Beirut:Dār al-Fikr,2000 CE),145.

[37] التین:95:5۔

Al-Tīn,95:5.

[38] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 8:433۔

Ibn Kathīr,Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm,8:433.

[39] الانفال:8:22۔

Al-Anfāl,8:22.

[40] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 8:45۔

Al-Qurṭubī,Al-Jāmi‘ li Aḥkām al-Qur’ān,8:45.

[41] الاعراف:7:179۔

Al-A‘rāf,7:179.

[42] الرازی، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، 14:250۔

Al-Rāzī,Mafātīḥ al-Ghayb(Al-Tafsīr al-Kabīr),14:250.